ریزۂ الماس

سے ایک اقتباس

www.seerat.net

جب عمر ڈھلتی ہے یا تنہائی غالب ہوتی ہے یا کوئی شخص اپنے مقصد حیات میں غیر معمولی طور پر منہمک ہوتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ یہ احساس غالب ہوتا ہے کہ مختلف ضروری کاموں کو پورا کرنے کے لیے کوئی ایک آدھ دوست، خادم، بیوی یا نوکر ضرور ہونا چاہیے، تاکہ یکسوئی میں خلل واقع نہ ہو۔ پھر غیرت اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتی کہ کسی کا احسان لیں یا کسی کے در پر پڑے رہیں یا احتیاج لاحق ہو جائے۔ تو ہر شخص کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ چلتے پھرتے بغیر کسی پر بوجھ بنے اور بغیر کسی کی خدمت کا احسان لیے، دنیا سے چلا جائے۔ مگر یہ ہو کیسے؟ کبھی کاموں کی کثرت کبھی تنہائی اور کبھی بڑھاپا اس بات پر غور کراتا ہے اور جواب آسانی سے ملتا نہیں۔ اس کشمکش میں زندگی گذر جاتی ہے۔ مقدر غالب آتا ہے کبھی مخدوم خادم بن جاتا ہے اور کبھی خادم مخدوم، تاآنکہ موت کی گھنٹی بجتی ہے اور جو کچھ ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ البتہ یہ دعا مانگتے اور یہ تمنا کرتے ہوئے تو بہت سوں کو سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ پاؤں پر لے جائے، کسی کا محتاج نہ کرے، بس چلتے پھرتے اس جہان سے گذر جائیں وغیرہ وغیرہ۔

اس سلسلے میں سب سے زیادہ مؤثر چیز جواب تک کی زندگی میں دیکھنے میں آئی، وہ حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔ جس شخص نے بھی اس پر عمل کیا ہمیشہ دیکھا کہ وہ کسی پر بار نہیں بنا، چلتے پھرتے، ہنستے کھیلتے اس دنیا سے چل پڑا۔ اور یہ نوبت ہی نہیں آئی کہ وہ کسی کی خدمت کا محتاج ہوتا۔

اس حدیث میں عجیب برکت ہے کہ نوکر چاکر، خادم، بیوی، اولاد ہر ایک کی خدمت سے بے نیاز کر دیتی ہے اور سر کسی کے احسان کا زیر بار نہیں ہوتا۔

حدیث فاطمہ کا معاملہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، صاحبزادی صاحبہ اپنے والد حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نور عین، جگر گوشہ، عنایات کی مورد اور جسد اطہر کا ٹکڑا تھیں۔ تمام بیٹوں اور بیٹیوں کے

www.seerat.net

انتقال کے بعد یہی تو رہ گئی تھیں کہ حضرت رسالت مآب ﷺ ان کے گھر جاتے، اظہار شفقت فرماتے اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ان کی شادی ہوئی اور رخصتی کے بعد گھر سنبھالنا دشوار تھا۔چکی پیستے پیستے ہاتھوں کی نرم جلد سخت پڑ گئی۔کنوئیں سے پانی بھر کر لاتیں اور مشکیزے کا تسمہ گلے میں ڈالتے ڈالتے گردن پر نشان پڑ گیا۔گھر میں جھاڑ جھنکار کرتیں اور لباس گرد آلود ہو جاتا۔شوہر نامدار حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی کنوئیں سے پانی نکالتے اور گھر لاتے یہاں تک کہ ان کے سینے میں درد شروع ہو گیا۔

یہ معاملہ جاری تھا کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں بہت سے قیدی لائے گئے اور ہر طرف خبر پھیل گئی۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ مناسب جانا کہ وہ اپنی اہلیہ اور صاحبزادی صاحبہ رضی اللہ عنہا سے کہیں کہ وہ جائیں اور اپنے لیے بھی ایک خادم مانگ لیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داماد اگر یہ سمجھے کہ اس کے سسر کو اللہ تعالیٰ نے کچھ وسعت سے نوازا ہے تو وہ اپنے گھر کی سہولیات کے لیے کچھ طلب کر سکتا ہے۔اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔اگرچہ ہمارے دور اور ملک میں عرف اس کے خلاف ہے۔

صاحبزادی صاحبہ اپنے والد محترم حضرت رسالت مآب ﷺ کے ہاں حاضر ہوئیں تو دیکھا کہ بہت سے نوعمر لڑکے اور قیدی کھڑے ہیں لیکن اس دن حضرت رسالت مآب ﷺ گھر پر تشریف فرما نہ تھے ان کی ملاقات اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور پھر یہ اپنے گھر لوٹ گئیں۔پھر دوبارہ تشریف آوری ہوئی تو اس مرتبہ بھی یہی صورتحال پیش آئی لیکن انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا اور واپس ہو گئیں۔تیسری مرتبہ تشریف لے گئیں تو حضرت رسالت مآب ﷺ اپنے دولت خانہ پر تشریف فرما تھے اور ارشاد فرمایا میری پیاری چھوٹی سی بیٹی (گڑیا) کیسے آنا ہوا؟ تو وہ غلبۂ حیا سے والد صاحب سے کچھ طلب نہ کر سکیں اور صرف اتنا عرض کیا کہ سلام

www.seerat.net

پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں اور پھر کچھ وقفے کے بعد اپنے گھر واپس ہوئیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ انھوں نے تمام کتھا کہہ سنائی اور اب کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں ساتھ لیا اور در دولت پر حاضر ہوئے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی سے تمام ماجرا عرض کر دیا تھا اور سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات، ان کی مائیں رضی اللہ عنھن موجود تھیں لیکن انھوں نے اپنا پیغام پیش کرنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی انتخاب کیوں کیا؟ اس لیے کہ وہ جانتی تھیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کیا مقام حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں ہے اور وہ کتنی سمجھ دار اور شفقت بھری خاتون ہیں۔

اسی اثنا میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے ابا زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا بھی اسی مقصد کے لیے حاضر ہوئیں۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول کنوئیں سے پانی کھینچ کھینچ کر میرا سینہ دکھنے لگا ہے اور یہ آپ کی چہیتی ہیں چکی چلا چلا کر ان کے ہاتھ سخت پڑ گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے بہت سے قیدی عنایت فرمائے ہیں تو کوئی ایک غلام ہمیں بھی عطا ہو۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی سے اس درخواست کو سنا اور پھر اجتماعی اور قومی امور کی طرف توجہ دلاتے نہایت شفقت سے ارشاد فرمایا کہ دیکھو بدر میں جو لوگ شہید ہوئے تھے، ان کے یتیم بچوں، مدینہ منورہ میں جو غریب بیوہ عورتیں ہیں، وہ، اصحاب صفہ جنہیں کھانے تک کو میسر نہیں، وہ، یہ سب آپ سے زیادہ ضرورت مند ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان غلاموں کو بیچ کر حاصل شدہ رقم تو ان مصارف میں خرچ کر دوں اور پھر اس کے بعد کوئی غلام بچے گا بھی نہیں کہ تم لوگوں کی ضرورت

www.seerat.net

پوری ہوسکے۔انہوں نے پوری توجہ سے یہ بات سنی اس ضرورت کو اپنی جانوں اور آرام پر ترجیح دی۔اور خاموشی سے سر جھکا کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

حضرت رسالت مآب ﷺ کو اپنی بیٹی سے جو محبت تھی اور فاطمہ آخر کو فاطمہ تھیں رضی اللہ عنہا، اس محبت نے اپنا اثر دکھایا اور حضرت رسالت مآب ﷺ بے قراری سے اسی رات صاحبزادی صاحبہ کے ہاں تشریف لے گئے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمارے گھر میں بس ایک ہی تو لحاف تھا اور وہ بھی کچھ اس طرح کا کہ اگر ہم اسے طول میں اوڑھتے تھے تو سر ڈھانپنے سے پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں ڈھانپنے پر سر کھل جاتا تھا۔اور اگر ہم اسے عرض میں اوڑھتے تھے تو ہم دونوں اس میں سما نہ سکتے تھے۔ہم دونوں اس لحاف میں تھے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے اندر آنے کی اجازت پوچھی اور پھر آپ اندر تشریف لائے اور فرمایا بس بھئی دونوں اپنی اپنی جگہ پر لیٹے رہو اور پھر اپنی پیاری بیٹی کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔شرم وحیا سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے لحاف کھینچ کر اپنے سر پر اوڑھ لیا اور حضرت رسالت مآب ﷺ وہاں سے اٹھے اور دوسری طرف جا کر ان دونوں کے پاؤں کے درمیان اس طرح سے تشریف فرما ہوئے کہ آپ کے دونوں پاؤں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سینے کے ساتھ جا کر مل گئے۔قدمین شریفین یخ بستہ تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں ٹھنڈے اور مبارک قدموں کو اپنے سینے سے چمٹا لیا اور اتنا چمٹائے رکھا کہ ان دونوں پاؤں کی ٹھنڈک حرارت میں تبدیل ہوگئی۔کیا مبارک سینہ تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کہ قدمین شریفین کا ماویٰ بنا۔کیا علوم اور برکات ہوں گے جو اس رات ان مبارک قدموں سے سینۂ مرتضوی میں منتقل ہوئے ہوں گے اور کیا راحت ہوگی جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے حضرت رسالت مآب ﷺ کو پہنچی ہوگی۔

ارشاد فرمایا مجھے یہ معلوم ہوا تھا (حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے توسط سے) کہ آپ لوگ کسی

www.seerat.net

ضرورت سے آئے تھے اب بات کرو بالکل خاموشی چھا گئی اور صاحبزادی صاحبہ اس تمام صورتحال میں ادب اور غلبہ حیا کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکیں۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے دوبارہ فرمایا کہ کل تم لوگ جو کچھ کہنے آئے تھے، پھر کہو۔ اب تیسری مرتبہ پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی طلب کہہ سنائی اور پھر صاحبزادی صاحبہ نے عرض کیا کہ یہ خبر سنی تھی کہ آپ کے پاس بہت سے قیدی آئے ہیں اس لیے میرا جی چاہا کہ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ مجھے بھی ایک غلام عنایت فرمادیں جو آٹا گوندھ کر روٹی پکا دیا کرے کیونکہ روٹی پکانا میرے لیے بہت مشکل ہے۔ ارشاد فرمایا میری بیٹی وہ بات مان لوں جو آپ کہتی ہیں یا پھر اس غلام سے بھی بہتر چیز دے دوں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فوراً انھیں متنبہ کیا اور سرگوشی کی کہ آپ یہ کہیے کہ آپ کی خوشی مجھے زیادہ عزیز ہے۔

اس جواب کو سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا میں تم دونوں کو ایسی بات کی تعلیم دوں جس کی قدر و قیمت سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں ضرور ارشاد ہو۔ پھر فرمایا میں تمہیں وہ وظیفہ بتاؤں جو مجھے جبریل امین نے بتایا ہے؟ سنو! اور دیکھو جب آپ لوگ بستر پر سونے کے لیے لیٹ جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح، حمد اور تکبیر پڑھا کرو۔

اب حضرت رسالت مآب ﷺ نے اس وظیفے کی کیا ترتیب بتائی تھی، مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مختلف شاگردوں رضی اللہ عنہم کی روایات مختلف ہیں اس لیے یا تو حضرت رسالت مآب ﷺ نے ہی مختلف ترکیبیں بتائی ہوں گی اور یا پھر بعد کے کسی دور میں ان روایات میں تبدیلی آئی ہوگی لیکن اب ہمارے لیے سب سے اچھا اور بہتر راستہ تو یہ ہے کہ کوئی شخص ان تمام روایتوں اور تراکیب پر عمل کرلے اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ کوئی شخص ان تمام تراکیب میں سے کسی بھی ایک ترکیب کو اپنا لے اور اس پر عمل شروع کردے۔ تو اسے بھی ان شاء اللہ وہ تمام برکات اور منافع

www.seerat.net

نصیب ہوں گے جوتمام روایات پر عمل کرنے والے کو نصیب ہوں گے۔

پہلی روایت میں تو یہ آتا ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ رات کو جب تم سونے کے لیے لیٹو تو

① سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ

② الحمدللہ ۳۳ مرتبہ

③ اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ

پڑھ کر یہ دعا مانگ لیا کرو۔ وہ دعا آخر پر آ رہی ہے۔

دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ ارشاد فرمایا جب تم سونے کے لیے لیٹو تو

① اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ

② سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ

③ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ

پڑھ کر یہ دعا مانگ لیا کرو۔ وہ دعا آخر پر آ رہی ہے۔

تیسری روایت میں آتا ہے کہ ارشاد فرمایا

① سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ

② الحمدللہ ۳۴ مرتبہ

③ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ

پڑھ کر یہ دعا مانگ لیا کرو۔ وہ دعا آخر پر آ رہی ہے۔

غالباً یہ تینوں روایات ایک ہی طرح کی ہیں صرف ترتیب اور کلمات کی تعداد میں فرق ہے۔

www.seerat.net

چوتھی روایت میں یہ آتا ہے کہ ارشاد فرمایا جب تم سونے کے لیے لیٹو تو

① سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ

② الحمد للہ ۳۳ مرتبہ

③ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ

④ کلمہ لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ

پڑھ لیا کرو اور پھر یہ دعا مانگ لیا کرو۔ وہ دعا آخر پر آرہی ہے۔

اور پانچویں روایت میں یہ آتا ہے کہ ارشاد فرمایا جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر لیٹو تو

① سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ

② تکبیر ۳۳ مرتبہ

③ لا الہ الا اللہ ۳۴ مرتبہ

پڑھ کر یہ دعا مانگ لیا کرو۔ دعا آخر پر آرہی ہے۔

ان پانچوں روایات میں البتہ تین باتیں سمجھنے کی ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ان پانچوں روایات میں جو کچھ بھی تسبیح، تحمید، تکبیر یا کلمہ طیبہ پڑھا جائے گا سب کی مکمل تعداد سو (۱۰۰) ہو جائے گی۔ اسی لیے حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ سونے سے پہلے تمہارا یہ سو مرتبہ ذکر کرنا تمہاری زبان کے سو جملے ہیں لیکن قیامت میں جب یہ نامہ عمل میں تولے جائیں گے تو دس گنا بڑھ کر ایک ہزار (۱۰۰۰) ہو جائیں گے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کیسی مہربانی ہے کہ اپنے بندے کی نیکیوں کو اصل عمل سے ۱۰ گنا بڑھ کر قبول فرمائے۔

www.seerat.net

دوسری بات سمجھنے کی یہ ہے کہ جن دو آخری روایات میں کلمہ طیبہ کا ذکر ہے وہاں حدیث میں تو اگرچہ یہ آ رہا ہے کہ پڑھنے والا ''لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ'' پڑھے لیکن کوئی شخص اگر پورا کلمہ طیبہ ''لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' بھی پڑھ لے تو غالباً کچھ حرج نہ ہوگا بلکہ فائدے ہی کی بات ہوگی۔

اور تیسری بات یہ سب کچھ پڑھنے کے بعد وہ دعا ہے، جو ہمیشہ مانگ کر سونا چاہیے۔ امت نے شاید یہ دعا بھلا ہی دی ہے۔ چنانچہ ہم نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو ان تسبیحات کے بعد اپنے مریدوں یا مقتدیوں کو یہ دعا مانگنے کی بھی تلقین کرتا ہو۔ حالانکہ یہ دعا صحیح مسلم میں بھی آئی ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ تمام باتیں مطالعے سے آتی ہیں اور اس امت نے اب پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ حکمران کیا اور رعایا کیا، بڑے کیا اور چھوٹے کیا، پیر و مولوی کیا اور مرید و مقتدی کیا، کوئی نہیں پڑھتا۔ اس دعا کی خصوصیت اور اہمیت کے لیے کیا یہ بات تھوڑی ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کو رات سونے سے پہلے اس دعا کو پڑھنے کی تلقین فرمائی تھی؟

ارشاد فرمایا کہ اس وظیفے کو پڑھنے کے بعد بیٹی، اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبعِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، رَبَّنَا وَ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ، مُنْزِلَ التَّوْرَاۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَ الْفُرْقَانِ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ، وَ مِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا، أَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ، وَ أَنْتَ الآخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ، وَ أَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ، وَ أَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ، اِقْضِ عَنِّیَ الدَّیْنَ وَ أَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ.

(ترجمہ) اے ساتوں آسمانوں اور عرش جیسی بڑی مخلوق کے پالنے والے اللہ۔ اے ہمارے اور دنیا کی ہر چیز کے پالنے والے تورات، انجیل، زبور اور فرقان (قرآن کریم) کو

www.seerat.net

نازل کرنے والی پاک ذات، میں دنیا کے ہر ایک شریر کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔
اے اللہ تیری تمام مخلوق جو تیرے ہی قبضے میں ہے، میں اس مخلوق کی ہر ہر شرارت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔اے اللہ تو سب سے پہلے اور تجھ سے پہلے کچھ نہیں اور اے اللہ تو سب سے آخر پر اور تیرے بعد بھی کچھ نہیں۔اور اے اللہ تو ایسا ظاہر کہ تجھ سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہیں اور اے اللہ تو ایسا چھپا ہوا کہ تجھ سے زیادہ پوشیدہ کوئی نہیں، اے میرے پروردگار میرے قرض کو ادا فرمادے اور مجھے ضروریات زندگی میں کسی کا محتاج نہ فرما، بے نیاز کردے۔

یہ ہے وہ دعا جو وظیفہ پورا کر کے بہرحال مانگنی ہے۔

پھر حضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا علی اور فاطمہ یہ پڑھا کرو کہ یہ تم دونوں کے لیے غلام سے بھی بہتر بات ہے جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔

حضرت رسالت مآب ﷺ نے یہ وظیفہ صرف اپنی صاحبزادی اور داماد ہی کو نہیں بتایا بلکہ پوری امت کو اس وظیفے کے پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے اور تجربہ یہ ہے کہ جو شخص بھی اس وظیفے کو پابندی کے ساتھ پڑھتا رہتا ہے، وہ جتنے بھی کام کرے تھکتا نہیں ہے اور اگر تھک بھی جائے تو اس کی تھکن اس وظیفے سے دور ہو جاتی ہے اور یہ تھکن اس کی صحت کو نقصان نہیں پہنچاتی۔صاحبزادی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے تھکن اور غلام کی خدمت کے لیے ہی تو درخواست کی تھی اور آپ نے اس کا بدل یہ وظیفہ بتا دیا۔تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص یہ وظیفہ پڑھتا رہے گا تمام عمر اسے کسی خادم کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی بغیر کسی کا احسان لیے، بغیر کسی کا محتاج ہوئے ہنستا کھیلتا، ایمان کے ساتھ اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے اپنے پروردگار کے حضور میں پہنچ جائے گا۔

www.seerat.net